آٹھ مسائلِ نزاعیہ کے بہترین حل کیلئے ۱۴۱ فقہی نکات

مشعلِ ہدایت

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مُسلم کتابوی لاہور

Marfat.com

مشعلِ ہدایت

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

مُسلم کتابوی لاہور

Marfat.com

دیباچہ

حضرت علامہ مولانا محمد رشید نقشبندی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

؎ آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی ـــــ ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

بلاشک و شبہ کسی کو کسی کی زلف و رخسار سے عشق و محبت ہے، اور کسی کو کسی کے فکر و فلسفہ سے اُلفت و عقیدت ہے لیکن اُمتِ مسلمہ کی عقیدت و اُلفت اور عشق و محبت کا مرکز و مرجع صرف اور صرف حضرت سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کی ذاتِ پاک ہے۔

اس عقیدت و محبت کے اظہار کے مختلف انداز اور طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد شریف میں آپ کی ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہو کر آپ کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیۂ صلوٰۃ و سلام پیش کیا جاتے، لیکن بعض لوگ اس قیام اور کھڑے ہونے کو بدعت و حرام سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلہ میں بنام "اقامۃ القیامۃ" ایک مبسوط فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اس فتویٰ میں زیرِ بحث مسئلہ پر دلائل و براہین بیان فرماتے ہوئے، دورانِ بحث آپ نے چودہ ۱۴ فقہی قواعد و ضوابط اور نکات تحریر فرماتے ہیں جو زیرِ بحث مسئلہ کے علاوہ بھی بے شمار مسائل اور نزاعی اُمور کا بہترین حل ہیں۔

اسی افادہ کے پیشِ نظر اُن چودہ نکات کی تلخیص و خلاصہ نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کر سکے۔

چودہ ۱۴ نکات کی تلخیص

(الف) ○ آپ فرماتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت و جواز ہے لہٰذا ان کے جواز کے

Marfat.com

لیے دلیل کی ضرورت نہیں، ہاں کسی چیز کے ناجائز ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اور مروّجہ صلوٰۃ وسلام اور قیام کے منع پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح شرع شریف نے جب کسی قید و پابندی کے بغیر کسی عمل کو جائز قرار دیا ہو، تو اطلاق و عموم کے پیشِ نظر اُس عمل کی ہر شکل جائز ہو گی۔ ہاں اگر کسی خاص شکل وصورت کو شرع شریف نے جواز سے مستثنیٰ فرمایا ہو تو وہ مخصوص شکل وصورت ممنوع ہو گی لیکن مروّجہ صلوٰۃ وسلام اور قیام کے استثناء پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

(ب) ○ چودہ نکات میں سے ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ کسی جائز کام کی کسی خاص صُورت وشکل کے جواز کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اُس خاص شکل وصُورت کے نام سے قرآن پاک یا حدیث شریف میں جواز بیان کیا ہو بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ شکل وصورت شرعی مطلوب کا ایک فرد ہو اور مروّجہ صلوٰۃ وسلام اور قیام بھی مطلق درود وسلام کا ایک فرد ہے۔ فریق مخالف کی طرف سے سادہ لوح عوام اہلسنّت کو یہ مغالطہ بھی دیا جاتا ہے کہ جو کام دَورِ صحابہ کرام میں موجود نہ تھا وہ غلط و ناجائز ہے۔" حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ کسی فعل و کام کے حسن و قبح کا کسی خاص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واقعہ کربلا دورِ صحابہ میں ہوا، جب کہ مدارس دینیہ کا قیام اور کتب کی تصنیف و تالیف بعد میں شروع ہوئی۔ اس کے باوجود واقعہ کربلا قابلِ تحسین نہیں ہے۔ جبکہ مدارس کا قیام اور کُتب دینیہ کی تصنیف و تالیف قابلِ تحسین ہے۔

(ج) ○ فریق مخالف کی تقریر کا انداز و اُسلوب کبھی یہ ہوتا ہے کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر دوسرا اور تیسرا۔ لہذا جو چیز ان بہترین ادوار میں نہیں پائی گئی وہ بہتر نہیں ہو سکتی۔" حالانکہ اس حدیثِ پاک کی دلالت اس بات پر بالکل نہیں ہے کہ ان ادوار کے بعد کے جو بھی نئی چیز ہو گی وہ غلط ہو گی۔ بلکہ غلط اور صحیح میں امتیاز و فرق قرآن و سنّت اور اجماع و قیاس کی روشنی میں کیا جائے گا۔

(د) ○ فریق مخالف کی طرف سے کبھی یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ "پیشوائے دین نے جب یہ فعل و کام (صلوٰۃ وسلام اور قیام) نہیں کیا، تو ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ ہمیں بھی

Marfat.com

ایسا نہیں کرنا چاہیے۔"

حالانکہ جب جنگ یمامہ میں کثیر تعداد میں حُفّاظِ کرام شہید ہو گئے۔ تو ان کی شہادت کے بعد جمعِ قرآن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اُس موقعہ پر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان مکالمہ میں جو سوال وجواب کا تبادلہ ہوا۔ اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے اور غور وفکر کیا جائے تو اس سوالِ مذکور کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ اسی قسم کے سوال کا جواب بھی اُس موقعہ پر دیا جا چکا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پاک کی جمع وتدوین نہیں فرمائی تو بعد بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن صحابہ کرام نے یہی فیصلہ فرمایا کہ یہ کام (جمع وتدوین قرآن) چونکہ اپنی ماہیت وحقیقت اور ذات میں نیکی اور خیر ہے، لہٰذا جائز ہے۔ ممنوع وناجائز کیسے ہو سکتا ہے؟

(ذ) ○ فریقِ مخالف کا ایک سوال واعتراض یہ ہے کہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے دل وقلب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت وعشق بھی زیادہ تھا، اور وہ حضرات سنّتِ رسول کی پیروی بھی بہت زیادہ فرماتے تھے۔ اگر مروجہ صلوٰۃ وسلام اور قیام کی کوئی گنجائش ہوتی تو وہ حضرات یہ عمل ضرور کرتے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایسا نہیں کیا، تو نہ کرنے کی وجہ یہی ہے کہ گنجائش نہیں ہے۔ حالانکہ فریقِ مخالف کا یہ اعتراض بھی علمی وتحقیقی سطح سے بہت ہی نیچے گرا ہوا ہے۔ کیونکہ کئی ایسے اعمال وافعال ہیں کہ جو پہلے دَور میں نہیں تھے، دوسرے دَور میں شروع ہوئے۔ اور کئی تیسرے دَور میں شروع ہوئے۔ مثلاً نمازِ تراویح کو ہی لے لیجیے کہ اس نماز کی جماعت دوسرے دَور میں شروع ہوئی۔ سوال تو یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اہمیت وعظمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دِل میں زیادہ تھی، لیکن اس کے باوجود جب آپ نے نمازِ تراویح کی جماعت کا آغاز واہتمام نہیں فرمایا، تو دوسرے دَور میں ایسا کیوں ہوا؟

(ر) ○ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی ہے کہ

Marfat.com

کسی مبارک دَور و زمانہ میں کسی کام و عمل کا "کیا جانا" اُس کام و عمل کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن کسی کام و عمل کا "نہ ہونا" ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہے یعنی کسی کام و عمل کا "منع ہونا" الگ چیز ہے، جبکہ کسی کام و عمل کا "نہ ہونا" دوسری چیز ہے۔ "نہ ہونے" اور "منع" میں بہت فرق ہے۔ یہی بات حضرت شاہ عبدالعزیز نے بیان فرمائی کہ "نکردن چیزے دیگر است و منع فرمودن چیزے دیگر" لیکن لوگوں نے اپنی جہالت و سفاہت کی وجہ سے دونوں کو ایک سمجھ لیا ہے۔ لہٰذا مروجہ صلوٰۃ و سلام و قیام کا کسی مبارک زمانہ میں "نہ ہونے" سے اُس کا "منع ہونا" لازم نہیں آتا۔

(ز) ○ یہ نکتہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ عقل و دانش کا یہ تقاضا ہے کہ سب سے اہم کام پہلے کیا جائے، اُسکے بعد اہم، اُسکے بعد معمولی کام کیا جائے۔ اگر مکان میں آگ لگ جائے تو پہلے بیوی بچوں کو نکالا جائیگا، پھر مال مویشی، پھر دوسرا سامان، اسی طرح پہلے فرض کی ادائیگی ضروری ہے پھر سنن و مستحبات کا درجہ و نمبر ہے۔ صحابہ کرام کے دَور میں جہاد و قتال سب سے اہم چیز تھی۔ اُن کو اس قسم کے اہم اُمور سے فراغت و فرصت نہیں ملی۔ اگر فراغت و فرصت مل جاتی تو وہ صلوٰۃ و سلام اور قیام ایسے اُمور مستحبہ بھی کر دکھاتے۔ لہٰذا اگر ایک دینی ضرورت کے پیش نظر یہ اعمال نہیں ہوئے تو اس "نہ ہونے" کی وجہ سے اُن کا "منع ہونا" لازم نہیں آتا۔ نیز فریق مخالف جو جلسے، جلوس اور ہڑتال اور کتب کی تصنیف و تالیف کرتا ہے، اس قسم کی چیزیں در اعمال کا دَور صحابہ کرام میں وجود نہ تھا، لیکن آجکل یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ کیسے جائز ہو گیا؟ اختصار کے پیش نظر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کی ہر شکل و صورت جائز و صحیح اور درست ہے۔ البتہ یہ شرط ہے کہ ایسی شکل و صورت نہ ہو جس کو قرآن و حدیث نے منع کیا ہو۔

(س) ○ ایک عاشقِ صادق نے کمان (قوس) کو بے وضو ہاتھ نہیں لگایا صرف اسلیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اور کسی دَور میں کمان (قوس) کو اپنے مبارک ہاتھ سے پکڑا تھا۔ یہ بھی ادب و احترام اور اظہارِ عقیدت کا ایک طریقہ ہے جو شاید پہلے نہیں تھا۔ اِس قسم کی بیسیوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس تقریر و تحریر کو اکثر مسائل نزاعیہ کے حل کا ذریعہ اور مشعلِ ہدایت بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

محمد رشید نقشبندی

خادم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ / ۳ ستمبر ۱۹۹۶ء بروز منگل

Marfat.com

اشیاء میں اصل اباحت وجواز ہے

نکتہ ۱: اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت، اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق وہی، تو ممنوع ومذموم ہے۔ باقی سب چیزیں جائز ومباح رہیں گی خاص ان کا ذکر جواز قرآن وحدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز وحرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعوے پر دلیل قائم کرے اور جائز ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔ جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ ومستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو عفا عنہ۔

ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں۔

مرقات میں فرماتے ہیں۔

فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ۔

ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے۔
شیخ شرح میں فرماتے ہیں دایں دلیل ست برآنکہ اصل در اشیاء اباحت است نصر کتاب الحجۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

قال اللہ عزوجل خلقکم وھو اعلم بضعفکم فبعث الیکم رسولا من انفسکم وانزل علیکم کتابا وحد

Marfat.com

لکم فیہ حدودا امرکم ان لا تعتدوھا وفرض فرائض امرکم ان تتبعوھا وحرم حرمات نھاکم ان تنتھکوھا وترک اشیاء لم یدعھا نسیانا فلا تکلفوھا وانما ترکھا رحمۃ لکم۔

ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے تمہیں پیدا کیا اور وہ تمہاری ناتوانی جانتا تھا تو تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ اور تم پر ایک کتاب اتاری اور اس میں تمہارے لیے کچھ حدیں باندھیں اور تمہیں حکم دیا کہ ان سے نہ بڑھو اور کچھ فرض کئے اور تمہیں حکم کیا کہ ان کی پیروی کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں اور تمہیں ان کی بے حرمتی سے منع فرمایا اور کچھ چیزیں اس نے چھوڑ دیں کہ بھول کر نہ چھوڑیں ان میں تکلف نہ کرو اور اس نے تم پر رحمت ہی کے لیے انہیں چھوڑیں ہے۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ والکراھۃ الذین لابدلھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل۔

ترجمہ: یہ کچھ احتیاط نہیں ہے کہ کسی چیز کو حرام یا مکروہ کہہ کر خدا پر افتراء کر دو کہ حرمت وکراہت کے لیے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے کہ اصل وہی ہے، مولانا علی قاری رسالہ اقتداء بالمخالف میں فرماتے ہیں۔

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد او الکراھۃ فیحتاج الی حجۃ من الکتاب والسنۃ او اجماع الامۃ۔

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اور فساد یا کراہت ماننا یہ محتاج اس کا ہے کہ قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے اس پر دلیل قائم کی جائے اور اس کے لیے بہت آیات و حدیث سے یہ مطلب ثابت اور اکابر ائمہ سلف و

Marfat.com

خلف کے کلام میں اس کی تصریح موجود یہاں تک کہ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتوی مصدقہ مہری و دستخطی میں ہے اور مدہوش بے عقل خدا اور رسول کا جائز نہ کہنا اور بات ہے اور ناجائز کہنا اور بات۔ یہ بتاؤ کہ تم جو ناجائز کہتے ہو خدا اور رسول نے ناجائز کہاں کہا ہے الخ اھ ملخصاً پس مجلس میلاد و قیام وغیرہا بہت امور متنازع فیہا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی حاجت نہیں شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی ہمارے لیے دلیل ہے تو ہم سے سند مانگنا سخت نادانی اور بحکم مجتہد بہادر عقل و ہوش سے جدائی ہے ہاں تم جو ناجائز و ممنوع کہتے ہو تم ثبوت دو کہ خدا و رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز کہا ہے اور ثبوت نہ دو اور انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز نہ دے سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے شرع مطہر پر افتراء کیا۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۵

سبحان اللہ الٹا سند کا مطالبہ ہم سے۔

نکتہ ۲: مطلق و حکم اس کی تمام خصوصیتوں میں جاری رہتا ہے،

عموم و اطلاق سے استدلال زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے آج تک علماء میں شائع و ذائع یعنی جب ایک بات کو شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت اور جس طرح وہ بات واقع ہو گی ہمیشہ محمود رہے گی: تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مثلاً مطلق ذکر الٰہی کی خوبی قرآن و حدیث سے ثابت تو جب کبھی کہیں کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہو گی ہر ہر خصوصیت کا ثبوت شرع سے ضرور نہیں مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یادِ الٰہی کرنا ممنوع کہ اس خاص صورت کی برائی شرع سے ثابت غرض جس مطلق کی خوبی معلوم اس خاص صورتوں کی جدا جدا خوبی ثابت کرنا ضرور نہیں کہ آخر وہ صورتیں اسی مطلق کی تو ہیں جس کی بھلائی ثابت ہو چکی بلکہ کسی خصوصیت کی برائی ماننا یہ محتاج دلیل

ف نکتہ ۲ مطلق و حکم اس کی تمام خصوصیتوں میں جاری رہتا ہے ف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

Marfat.com

ہے مسلم الثبوت میں ہے۔

شاع وذاع احتجاجھم سلفًا وخلفًا بالعمومات

من غیر نکیر = اسی میں ہے۔ العمل بالمطلق یقتضی

الاطلاق تحریر الاصول علامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے۔ العمل به ان یجری فی کل ما صدق علیه المطلق۔ یہاں تک کہ خود فتوائے مصدقہ نذیریہ میں ہے جب عام ومطلق چھوڑا تو یقینًا اپنے عموم واطلاق پر رہیگا عموم واطلاق سے استدلال برابر زمانۂ صحابۂ کرام سے آج تک بلا نکیر رائج ہے۔ اب سنیئے ذکر الٰہی کی خوبی شرع سے مطلقًا ثابت قال اللّٰہ اذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا۔ خدا کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء واولیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی یاد بھی خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد رہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں معہذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد مجالس ومحافل میں یوہیں ہوتی ہے کہ حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے یہ کمال عطا فرمائے۔ اب چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے ہیں جنہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمہ۔ ورفعنا بعضھم درجات۔ کی قبیل سے ہوگا چاہے حمد سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ سبحن الذی اسریٰ بعبدہٖ وآیۃ کریمۃ ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ کے طور پر ہو جائے گا حق سبحنہٗ تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرماتا ہے ورفعنا لك ذکرك۔ اور بلند کیا ہے ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیۃ کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہٗ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں۔ جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك ذکرنی یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یادمیں سے ایک یاد کیا تو جو

Marfat.com

تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد ہے پس بحکم اطلاق جس جس طریقے سے ان کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود ہی رہے گی اور مجلس میلاد وصلوٰۃ بعد اذان وغیرہا کسی خاص طریقے کے لیے ثبوت مطلق کے سوا کسی نئے ثبوت کی ہرگز حاجت نہ ہوگی ہاں جو کوئی ان طرق کو ممنوع کہے وہ ان کی خاص ممانعت ثابت کرے۔

اسی طرح نعمت الٰہی کے بیان و اظہار کا ہمیں مطلقاً حکم دیا گیا۔ قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو اور ولادت اقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے تو اس کے خوب بیان و اظہار کا نص قطعی قرآن سے ہمیں حکم ہوا اور بیان و اظہار مجمع میں بخوبی ہوگا تو ضرور چاہئے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں، اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے اسی کا نام مجلس میلاد ہے علیٰ ہذا القیاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت قال اللہ تعالیٰ انا ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا لتؤمنوا باللّٰہ ورسولہٖ تعزروہ وتوقروہ

ترجمہ: اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو! تم خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم کرو۔

وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب ۵

ترجمہ: جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

ف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نفیس۔

Marfat.com

قال و من یعظم حرمت اللہ فذلک خیر
عند ربہ

ترجمہ: جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو بہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے یہاں، پس بوجہ اطلاق آیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقے سے کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی اور خاص خاص طریقوں کے لیے ثبوت جداگانہ درکار نہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقہ کی برائی بالتخصیص شرع سے ثابت ہو جائے گی تو وہ بلاشبہ ممنوع ہوگا جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا یا جانوروں کو ذبح کرتے وقت بجائے تکبیر حضور کا نام لینا اسی لیے علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں "تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیہ امر مستحسن عند من نور اللہ بصارھم" یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الوہیت میں شریک کرنا نہ ہو ہر طرح امر مستحسن ہے ان کے نزدیک جن کی آنکھوں کو اللہ نے نور بخشا ہے۔ پس یہ قیام کہ وقت ذکر ولادت شریفہ اہل اسلام محض بنظر تعظیم و اکرام حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام بجا لاتے ہیں بلاشبہ حسن ومحمود ٹھہرے گا تاوقتیکہ مانعین خاص اس صورت کی برائی کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ دیں۔

وانی لھم ذلک۔

تنبیہ یہاں سے ثابت ہوا کہ تابعین و تبع تابعین تو درکنار خود قرآن عظیم سے مجلس وقیام کی خوبی ثابت ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔

منکروں کی عجب ہٹ دھرمی

نکتہ ۳، ہم پوچھتے ہیں تمہارے نزدیک کسی فعل کے لیے رخصت یا ممانعت

Marfat.com

ماننا اس پر موقوف کہ قرآن وحدیث میں اس کا نام لیکر جائز کہا یا منع کیا ہو یا اس کی کچھ حاجت نہیں بلکہ کسی عام یا مطلق مامور بہ یا عام یا مطلق منہی عنہ کے تحت میں داخل ہونا کفایت کرتا ہے برتقدیر اوّل تم پر فرض ہوا کہ بالخصوص مجلس وقیام مجلس کے نام کے ساتھ قرآن وحدیث سے حکم ممانعت دکھاؤ برتقدیر ثانی کیا وجہ کہ ہم سے خصوصیت خاصہ کا ثبوت مانگتے ہو اور باآنکہ یہ افعال اطلاقات ذکر وتحدیث وتعظیم وتوقیر کے تحت میں داخل ہیں جائز نہیں مانتے

زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں

نکتہ ۴: حضرات مانعین کا تمام طائفہ اس فرض میں گرفتار کہ قرون وزمان کو حاکم شرعی بنایا ہے جو نئی بات کہ قرآن وحدیث میں بایں ہیئت کذائی کہیں اس کا ذکر نہیں جب فلاں زمانے میں ہو تو کچھ بری نہیں اور فلاں زمانے میں ہو تو ضلالت وگمراہی حالانکہ شرعًا وعقلًا کسی طرح زمانہ کو احکام شرع یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح پر قابو نہیں نیک بات کسی وقت میں ہو نیک ہے اور بُرا کام کسی زمانے میں ہو برا ہے۔ آخر بلوائے مصر وواقعہ کربلا وحادثہ حرہ وبدعات خوارج وشناعات روافض وخیانات نواصب وخرافات معتزلہ وغیرہا امور شنیعہ زمانہ صحابہ وتابعین میں حادث ہوئے مگر معاذ اللہ اس وجہ سے وہ نیک نہیں ٹھہر سکتے اور بنائے مدارس وتصنیف کتب وتدوین علوم ورد مبتدعین وتعلیم نحو وصرف وطریق اذکار وصور اشغال اولیائے ملال [illegible] وغیرہا امور حسنہ ان کے بعد شائع ہوئے مگر حاشا اس وجہ سے بدعت نہیں قرار پا سکتے اس کا مدار نفس فعل کے حسن وقبیح پر ہے۔ جس کی خوبی صراحتہً یا اشارۃً قرآن وحدیث سے ثابت وہ بے شک حسن ہوگا چاہے کہیں واقع ہو اور جس کی برائی تصریحًا یا تلویحًا وارد ہو

نکتہ ۴۔ منکرین کی حماقت کہ انہوں نے زمانہ کو حکم بنایا ہے۔

Marfat.com

وہ بے شک قبیح ٹھہرے گا خواہ کسی وقت میں حادث ہو جمہور محققین ائمہ دینا ر
نے اس قاعدے کی تصریح فرائی اگرچہ منکرین براہ سینہ زوری نہ مانیں امام
ولی الدین ابوذرعہ عراقی کا قول پہلے گزرا کہ کسی چیز کا نو پیدا ہونا موجب کراہت نہیں
کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مقصد شرعیہ
نہ ہو۔

اسی طرح امام علامہ مرشد ملت حکیم امت سیدنا و مولانا حجۃ الحق والاسلام
محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بھی اوپر مذکور کہ صحابہ سے منقول نہ ہونا باعث
ممانعت نہیں بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا رد کرے اور کیمیائے
سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ایں ہمہ گرچہ بدعت ست واز صحابہ وتابعین نقل نہ
کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ ابسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعتیکہ مذموم است
آنکہ مخالف سنت باشد امام بیہقی وغیرہ علماء حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

المحدثات من الامور ضربان احدھما ما احدث
مما یخالف کتاباً او سنۃً او اثراً او اجماعاً فھذہ
البدعۃ ضالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا
خلاف فیہ لواحد من ھذہ وھی غیر مذمومۃ

ترجمہ: نو پیدا باتیں دو قسم کی ہیں ایک وہ ہیں کہ قرآن یا احادیث یا
آثار اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت و گمراہی ہے دوسرے وہ اچھی بات
کہ احداث کی جائے۔ اور اس میں ان چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں امام علامہ
ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

والبدعۃ ان کانت مما تندرج تحت مستحسن
فھی حسنۃ وان کانت تندرج تحت مستقبح فھی
مستقبحۃ والا فمن قسم المباح۔

Marfat.com

ترجمہ: بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے نہ داخل ہو تو وہ قسم مباح سے ہے۔ اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی۔ اب مجلس وقیام وغیرہ امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں نہ تھے لہذا ممنوع ہیں محض باطل ہو گیا ہاں اس وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعاً کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود اور بالفرض کسی کے نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے۔ کما فی البحر الرائق وغیرہ کیوں کیسے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ وتابعین سے مانگنا کس قدر نادانی وجہالت تھا والحمدللہ۔

علماء دین کسی وقت بھی مظہر شر نہیں ہوتے

نکتہ ۵: بڑی مستند ان حضرات کی حدیث خیر القرون قرنی ہے اس میں بحمداللہ ان کے مطلب کی بو بھی نہیں حدیث میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ میرا زمانہ سب سے بہتر ہے پھر دوسرا پھر تیسرا اس کے بعد جھوٹ اور خیانت اور تن پروری اور خواہی نہ خواہی گواہی دینے کا شوق لوگوں میں شائع ہو جائے گا۔

اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ ان زمانوں کے بعد جو کچھ حادث ہو گا اگرچہ کسی اصل شرعی یا امر مطلق ماموربہ کے تحت میں داخل ہو شنیع ومذموم ٹھہرے گا جو اس کے ثبوت کا دعوی رکھتا ہو بیان کرے کہ حدیث کے کونسے لفظ کا یہ مطلب ہے اسے عزیز یہ تو بالبداہتہ باطل کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں شر مطلقاً نہ تھا نہ ان کے بعد خیر مطلقاً ہی ہاں اس قدر میں شک نہیں کہ سلف میں اکثر لوگ خدا ترس متقی پرہیزگار تھے بعد کو فتنے فساد

ف نکتہ ۵، حدیث خیر القرون قرنی کا مطلب۔

Marfat.com

پھیلتے گئے پھر یہ کن میں یہ انہیں لوگوں میں جو علم و محبت اکابر سے بہرہ نہیں رکھتے ورنہ علمائے دین ہر طبقہ اور ہر زمانہ میں منبع و مجمع خیر رہے ہیں مگر ہوا یہ کہ ان زمانوں میں علم بکثرت تھا ، کم لوگ جاہل رہتے تھے اور جو جاہل تھے وہ علماء کے فرمانبردار اس لیے شر و فساد کو کم دخل ملتا کہ دین متین دامن علم سے وابستہ ہے اس کے بعد علم کم ہوتا گیا جہل نے فروغ پایا جاہلوں نے سرکشی و خود سری اختیار کی لاجرم فتنوں نے سر اٹھایا اب یہیں نہ دیکھ لیجئے کہ صدہا سال سے علمائے دین مجلس و قیام کو مستحب و مستحسن کہتے چلے آتے ہیں تم لوگ ان کا حکم نہیں مانتے انہیں سرتابیوں نے اس زمانے کو زمانہ شر بنادیا تو یہ جس قدر مذمتیں ہیں اس زمانہ مابعد کے جہال کی طرف راجع ہیں ان سے کون استدلال کرتا ہے . نہ ہمارا یہ عقیدہ کہ جس زمانہ کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال لیں وہ مطلقاً محمود ہو جائے گی کلام علماء میں ہے کہ جس امر کو یہ اکابر امت مستحب و مستحسن کہیں وہ بیشک مستحب و مستحسن ہے چاہے کبھی واقع ہو کہ علمائے دین کسی وقت میں مصدر و مظہر شر نہیں ہوتے . والحمد للہ رب العلمین ؕ

کسی زمانے کی تعریف کو یہ لازم نہیں کہ اسکے مابعد کی چیزوں میں شر ہے

نکتہ ۶ : اگر کسی زمانے کی تعریف اور اس کے مابعد کا نقصان احادیث میں مذکور ہونا اسی کو مستلزم ہو کہ اس زمانہ کے محدثات خیر ٹھہریں اور مابعد کے شر تو اکثر زمانہ صحابہ و تابعین سے بھی ہاتھ اٹھا رکھئے .

حدیث نمبر : اخرج الحاکم وصححہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا سل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدک فقال الی ابی بکر قال فان حدث بابی بکر حدث فالی من فقال الی

و نکتہ ۶ : حدیث خیر القرون کی دوسری طرح سے بحث .

Marfat.com

عمر قالوا فان حدث بعمر حدث فقال لی الی عثمٰن قالوا فان بعثمٰن حدث فتب الکم الدھر فتباً ھ ملخصًا۔

ترجمہ: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے بنی مصطلق نے حضور سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال کی زکوٰۃ کسے دیں فرمایا ابوبکر کو عرض کی اگر ابوبکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا عمر کو عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ پیش آئے فرمایا عثمان کو عرض کی اگر عثمان کو کوئی حادثہ منہ دکھلائے فرمایا۔ اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا خرابی ہو تمہارے لیے ہمیشہ پھر خرابی ہے۔

حدیث نمبر۲: واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ و الطبرانی عن سھل بن ابی حثمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ و عمر اجلہ و عثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت۔

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب انتقال کریں..... ابوبکر و عمر و عثمان تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مر جائے تو مر جانا۔

حدیث نمبر: اخرج الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مر جائیں تو اگر مر سکے تو مر جانا۔ حسنہ الامام جلال الدین و فی الحدیث قصۃ۔

اب تمہارے طور پر چاہیے کہ زمانۂ پاک حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ صرف زمانہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک خیر رہے پھر جو کچھ حادث ہو اگرچہ عین خلافت حقہ راشدہ سیدنا و مولینا امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میں وہ معاذاللہ سب شر و قبیح و مذموم و بدعت ضلالت قرار پائے خدا ایسی بری سمجھ سے اپنی پناہ میں رکھے اور مزہ یہ ہے کہ ان احادیث کے مقابل حدیث خیر القرون بھی نہیں لا سکتے کہ

Marfat.com

تمہارے امام اکبر مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کے دادا اور دادا استاد اور پیر دادا پیر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی انہیں احادیث اور ان کے امثال پر نظر کر کے حدیث خیر القرون کے معنیٰ ہی کچھ اور بتا گئے ہیں۔ دیکھئے ازالۃ الخفا میں کیا کچھ فرمایا ہے حدیث خیر القرون ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

بنائے استدلال بر توجیہ صحیح ست کہ اکثر احادیث شاہد آنست کہ قرنِ اوّل از زمانہ ہجرت آنحضرت ست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا زمانۂ وفات وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قرن ثانی از ابتدائے خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ہر قرنے قریب بدوازدہ سال بودہ است قرن در لغت قوم متقدمین فی السن لبعد ازاں قومے را کہ در ریاست و خلافت مقترن باشد قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد و وزرائے حضور دیگر امرائے اسفار دیگر رؤسائے جیوش دیگر و سپاہان دیگر و حربیان دیگر دز رمیان دیگر تفاوت قرن بہم می رسد۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

قرن اوّل زمانِ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود از ہجرت تا وفات و قرن ثانی زمان شیخین و قرن ثالث زمان ذی النورین لبعد ازاں اختلافہا پدید آمد و فتنہا ظاہر گردید تد بالجملہ اس قدر میں تو شک نہیں کہ یہ معنی بھی حدیث میں صاف محتمل اور [illegible] ستمال کے تمہارا استدلال یقیناً ساقط۔ والحمد للہ رب العالمین۔

کسی زمانے کی تعریف کو یہ لازم نہیں کہ اس میں پائے جانیوالے تمام امور خیر ہی پر مبنی نہیں

نکتہ ۷: اگر کسی زمانہ کی تعریف حدیث میں آنا اسی کا موجب ہو کہ اس کے محدثات خیر قرار پائیں تو بسم اللہ وہ حدیث ملاحظہ ہو کہ امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن

Marfat.com

یاسر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ

ترجمہ: میری امت کی حالت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اگلا بہتر ہے یا پچھلا۔ شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں۔ کنایہ است از بودن ہمہ اُمت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع ست

امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی ہے۔

لا تزال طائفۃ امتی من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم او خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس۔

ترجمہ: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچائے گا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئے گا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔ گمان مبر کہ در زمان شر در ہمہ کس شریر بودہ اند و عنایت ہائے الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد بلکہ اینجا اسرار عجیب ست ۔

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات ساختہ اند۔

کہئے اب کدھر گئی ان قرون کی تخصیص اور کیوں نہ خیر ٹھہریں گے وہ امور جو علماء و عرفائے مابعد میں بلحاظ اصول عموم و اطلاق شائع ہوئے والحمد للہ

نیکی کا مدار

نکتہ ۸: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے محاورات و مکالمات دیکھئے

ف نکتہ ۸۔ چوتھا جواب۔

Marfat.com

تو وہ خود ساف ارشاد فرمارہے ہیں کہ کچھ ہمارے زمانے میں ہونے نہ ہونے پر مدار خیریت نہیں۔ دیکھئے بہت نئی باتیں کہ زمانہ پاک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھیں ان کے زمانہ میں پیدا ہوئیں اور وہ انہیں بُرا کہنے اور نہایت تشدد و انکار فرماتے اور بہت تازہ باتیں حادث ہوئیں کہ ان کو بدعت و محدثات مانکر خود کرتے اور لوگوں کو اجازت دیتے اور خیر وحسن بتاتے امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں "نعمت البدعۃ ہذہ" ترجمہ: کیا اچھی بدعت ہے۔ یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز چاشت کی نسبت فرماتے ہیں۔

انہا بدعۃ و نعمت البدعۃ وانہا لمن احسن ما احدث الناس۔

ترجمہ: بے شک وہ بدعت ہے اور کیا ہی عمدہ بدعت ہے اور بیشک وہ ان بہتر چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی نکالیں۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

احدثتم قیام رمضان فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوا۔

ترجمہ: تم لوگوں نے قیام رمضان نیا نکالا تو اب جو نکالا ہے تو ہمیشہ کئے جاؤ اور کبھی نہ چھوڑنا۔

دیکھو یہاں تو صحابۂ کرام نے ان افعال کو بدعت کہہ کر حسن کہا اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد میں ایک شخص کو تثویب کہتے سن کر اپنے غلام سے فرمایا،

اخرج بنا من عند ھذا المتبدع۔

ترجمہ: نکل چل ہمارے ساتھ اس بدعتی کے پاس سے، سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باواز پڑھتے سنا فرمایا۔ اے بنی محدث ایک والحدث، ترجمہ: اے میرے بیٹے یہ نو پیدا بات ہے۔ یہ نئی باتوں سے یہ فعل بھی اس زمانہ میں واقع ہوئے تھے ؛ ؛ بدعت سیئہ مذموم ٹھہرایا تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانہ میں ہونے نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ نفس فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی محذور شرعی نہ ہوتا اجازت دیتے ورنہ منع فرماتے اور یہی طریقہ بعینہ زمانہ تابعین

Marfat.com

و تبع تابعین میں رائج رہا ہے۔ اپنے زمانہ کے بعض نو پیدا چیزوں کو منع کرتے بعض کو جائز رکھتے اور اس منع و اجازت کے لیے آخر کوئی معیار تھی اور وہ نہ تھی مگر نفس فعل کی بھلائی برائی تو باتفاق صحابہ و تابعین قاعدہ شرعیہ وہی قرار پایا کہ حسن حسن ہے اگرچہ پرانا ہو پھر ان کے بعد یہ اصل کیوں کر بدل سکتی ہے ہماری شرع بحمد اللہ ابدی ہے جو قاعدے اس کے پہلے تھے قیامت تک رہیں گے معاذ اللہ زید و عمرو کا قانون تو ہے ہی نہیں کہ تیسرے سال بدل جائے۔

جو چیز اچھی ہے وہ ہر دور میں اچھی ہے

نکتہ ۹: یہ اعتراض کہ پیشوائے دین نے تو یہ فعل کیا ہی نہیں ہم کیونکر کریں زمانہ صحابہ میں پیش ہو کر رد ہو چکا اور بفرمان جلیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و سیدنا فاروق اعظم وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرار پا چکا کہ بات فی نفسہ اچھی ہونا چاہیئے اگرچہ پیشوائے دین نے نہ کی ہو صحیح بخاری شریف میں ہے۔

عن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ارسل الی ابوبکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر ابن الخطاب عندہ قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذھب کثیرا من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال عمر ھذا واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی رای عمر قال زید قال ابوبکر انک رجل شاب عاقل لا نتھمک وقد کنت تکتب الوحی رسول اللہ

ف نکتہ ۹۔ حدیث قرون کا پانچواں جواب اور اس کا رد کہ پیشواؤں نے نہ کیا تم کیسے کرتے ہو اور زمانہ صدیق میں وہابیت پر صحابہ کبار کا اتفاق۔

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتتبع القرآن واجمعہ
فواللہ لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل
علی مما امرنی بہ من جمع القرآن قال قلت لابی بکر
کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قال ھو واللہ خیر فلم یزل ابوبکر یراجعنی حتی شرح اللہ
صدری للذی شرح لہ صدر ابوبکر وعمر فتتبعت القرآن
واجمعہ الحدیث۔

ترجمہ: جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہو جائے گا میری رائے یہ ہے۔ کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیوں کرو گے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگرچہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لیے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہو گئی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انہیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی۔ اور انہوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔

Marfat.com

دیکھو زید بن ثابت نے صدیق اکبر اور صدیق اکبر نے فاروق اعظم پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ جواب نہ دیا کہ یہ نئی بات نکالنے کی اجازت نہ ہوتا تو پچھلے زمانہ میں ہوگا ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب فرمایا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا پر وہ کام تو اپنی ذات میں بھلائی کا ہے پس کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے اور اسی پر صحابہ کرام کی رائے متفق ہوئی اور قرآن عظیم باتفاق حضرات صحابہ جمع ہوا۔ اب غضب کی بات ہے ان حضرات کو سودا اچھلے اور جو بات کہ صحابہ کرام میں طے ہو چکی پھر اُکھیڑیں۔

نہ کرنے اور منع کرنے میں فرق

نکتہ ۱۰ ا۔ جو اعتراض ہم پر کرتے ہیں کہ تم کیا صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے محبت و تعظیم میں زیادہ ہو کہ جو کچھ انہوں نے کیا تم کرتے ہو لطف یہ ہے کہ بعینہ وہی اعتراض اگر قابل تسلیم ہو تو تبع تابعین پر باعتبار تابعین اور تابعین پر باعتبار صحابہ پر باعتبار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارد مثلاً جس فعل کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین کسی نے نہ کیا اور تبع تابعین کے زمانہ میں پیدا ہوا تو تم اسے بدعت نہیں کہتے ہم کہتے ہیں اس کام میں بھلائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین ہی کرتے تبع تابعین کیا ان سے زیادہ دین کا اہتمام رکھتے ہیں۔ جو انہوں نے نہ کیا یہ کریں گے اسی طرح تابعین کے زمانہ میں جو کچھ پیدا ہو اس پر وارد ہوگا کہ بہتر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کیوں نہ کرتے تابعین کچھ ان سے بڑھ کر ٹھہرے علیٰ ہذا القیاس جو نئی باتیں صحابہ نے کیں انہیں بھی تمہاری طرح کہا جائے گا ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا　　ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ف　نکتہ ۱۰ ا۔ اس کا رد کہ تم کیا اگلوں سے محبت وغیرہ میں زیادہ ہو۔

Marfat.com

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ان کی خوبی نہ معلوم ہوئی یا صحابہ کو افعالِ خیر کی طرف زیادہ توجہ تھی۔ غرض یہ بات ان مدہوشوں نے ایسی کہی جس کی بنا پر عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ تمام صحابہ و تابعین بھی بدعتی ٹھہرے جاتے ہیں۔

مگر اصل وہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا تو صحابہ کو کون مانع ہے کہ اسے نہ کریں اور صحابہ نہ کریں تو تابعین کو کون عائق وہ نہ کریں تو تبع پہ الزام نہیں وہ نہ کریں تو ہم پر مضائقہ نہیں بس اتنا ہونا چاہیئے کہ شرع کے نزدیک وہ کام برا نہ ہو۔ عجب لطف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہو اور تبع کو باوجود ان سب کے نہ کرنے کی اجازت ملی مگر تبع میں وہ خوبی ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب پچھلوں کے لیے راستہ بند ہو گیا۔ اس بے عقلی کی کچھ بھی حد ہے اس سے تو اپنے یہاں کے ایک بڑے امام نواب صدیق حسن خاں شوہر ریاست بھوپال ہی کا مذہب اختیار کر لو تو بہت اعتراضوں سے بچو کہ انھوں نے بے دھڑک فرما دیا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا سب بدعت و گمراہی ہے اب چاہے صحابہ کریں خواہ تابعین کوئی ہو بدعتی ہے یہاں تک کہ بوجہ ترویج تراویح امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ گمراہ ٹھہرایا اور اعدائے دین کے پیر و مرشد عبداللہ بن سبا کی روح مقبوح کو بہت خوش کیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

مجلس و قیام کا انکار کرتے کرتے کہاں تک نوبت پہونچی اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے آمین

کسی کام کا نہ کرنا اسکے منع ہونے کی دلیل نہیں

نکتہ ۱۱ ؎ امام علامہ احمد بن محمد قسطانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ میں فرماتے

؎ نکتہ ۱۱ نہ کرنا اور ہے اور منع کرنا اور

Marfat.com

ہیں۔

"الفعل یدل علی الجواز و عدم الفعل لا یدل علی المنع"۔

ترجمہ: کرنے سے تو جواز سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشرہ میں فرماتے ہیں۔ نکردن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر۔ اھ ملخصًا تمہاری جہالت کہ تم نے کسی فعل کے نہ کرنے کو اس فعل سے ممانعت سمجھ رکھا ہے۔

بعض امور خیر کی عہد صحابہ میں نہ ہونیکی وجہ

نکتہ ۱۲، سخن شناس دلبرا خطا اینجاست۔

حقیقۃ الامر یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کو اعلاء کلمۃ اللہ و حفظ بیضۂ اسلام و نشر دین متین و قتل و قہر کافرین و اصلاح بلاد و عباد و اطفائے آتش فساد و اشاعت فرائض و حدود الٰہیہ و اصلاح ذات البین و محافظت اصول ایمان و حفظ روایت حدیث وغیرہا امور کلیہ مہمہ سے فرصت نہ تھی لہٰذا یہ امور جزئیہ مستحبہ تو کیا معنی بلکہ تاسیس قواعد و اصول و تفریع جزئیات و فروع و تصنیف و تدوین علوم و نظم دلائل حق و رد شبہات اہل بدعت وغیرہا امور عظیمہ کی طرف بھی توجہ کامل نہ فرما سکے۔ جب بفضل اللہ تعالیٰ ان کے زور بازو نے دین الٰہی کی بنیاد مستحکم کر دی اور مشارق و مغارب میں ملت حنفیہ کی جڑ جم گئی۔ اس وقت ائمہ و علمائے مابعد نے تخت و بخت سازگار پاکر تخم ریز بن جلنے والوں کی ہمت بلند کے قدم سے اور باغبان حقیقی کے فضل پر تکیہ کر کے اہم فالاہم کاموں میں مشغول ہوئے اب تو بے خلش صرصر و اندیشہ سموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں۔ فکر صائب نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں ذہن رواں نے زلال تحقیق کی ندیاں بہائیں۔ علماء و اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں کے لیے ٹھالے بنیں ہوا خواہان دین و ملت کی نسیم انفاس عنبر کہ نے عطر باریاں فرمائیں

د نکتہ ۱۲، اصل بات اور اگلے لوگوں میں نہ ہونے کی وجہ

Marfat.com

یہاں تک کہ یہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باغ ہرا بھرا پھلا پھولا لہلہایا اور اس کے بھینے پھولوں سہانے پتوں نے چشم وکام و دماغ پر عجب ناز سے احسان فرمایا۔ الحمدللہ رب العالمین۔

اب اگر کوئی جاہل اعتراض کرے یہ کنچھیاں جواب پھوٹیں جب کہاں تھیں۔ یہ پتیاں جواب نکلیں پہلے کیوں نہاں تھیں یہ تپلی پتلی ڈالیاں جواب جھومتی ہیں نو پیدا ہیں یہ ننھی ننھی کلیاں جواب مہکتی ہیں تازہ جلوہ نما ہیں اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا کہ او جاہل اگلوں کو جڑ جمانے کی فکر تھی۔ وہ فرصت پاتے تو یہ سب کچھ کر دکھاتے آخر اس سفاہت کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ وہ ناداں اس باغ کے پھل پھول سے محروم رہے گا۔

بھلا غور کرنے کی بات ہے ایک حکیم فرزانہ کے گھر آگ لگی اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھولے بھالے اندر مکان کے گھر گئے اور لاکھوں روپوں کا مال و اسباب بھی تھا۔ اس دانشمند نے مال کی طرف مطلق خیال نہ کیا اپنی جان پر کھیل کر بچوں کو سلامت نکال لیا یہ واقعہ چند بے خرد بھی دیکھ رہے تھے۔ اتفاقاً ان کے یہاں بھی آگ لگی یہاں نرا مال ہی مال تھا۔ کھڑے ہوئے دیکھتے رہے اور سارا مال خاکستر ہو گیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو بولے تم احمق ہو ہم اس حکیم دانش ور کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہیں اس کے گھر آگ لگی تھی تو اس نے مال کب نکالا تھا جو ہم نکالتے مگر بے وقوف اتنا نہ سمجھے کہ اس اولوالعزم حکیم کو بچوں کے بچانے سے فرصت کہاں تھی کہ مال نکالتا نہ یہ کہ اس نے مال نکالنا برا جان کر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اوندھی سمجھ نہ دے آمین۔

بدمذہبوں کی ہٹ دھرمی

نکتہ ۱۳ ہم نے مانا کہ یہ کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا سب منع ہے۔ اب ذرا حضرات

ﻫ نکتہ ۱۳ مسئلہ قرون کا چھٹا جواب وہابیہ کی ہٹ دھرمی۔

Marfat.com

مانعین اپنی خبر لیں یہ مدرسے جاری کرنا اور لوگوں سے چندہ لینا اور طلباء کے لیے مطبع نولکشور سے فیصدی دس روپیہ کمیشن لے کر کتابیں منگانا اور بہ تخصیص روز جمعہ وعظ کا التزام کرنا جہاں وعظ کہتے جائیں نذرانہ لینا دعوتیں اڑانا مناظروں کے لیے جلسے اور پنچ مقرر کرنا مخالفین کی رد میں کتابیں لکھوانا چھپوانا واعظوں کا شہر بشہر گشت لگانا صحاح کے دو دو ورق پڑھ کر محدثی کی سند لینا اور ان کے سوا ہزاروں باتیں کہ اکابر و اصاغر طائفہ میں بلانکیر رائج ہیں قرون ثلثہ میں کب تھیں اور ان پیشوایان فرقہ جدیدہ کا تو ذکر ہی کیا ہے جو دو دو روپے نذرانہ لے کر مسلوں پر مہر ثبت کریں مدعی مدعا علیہ دونوں کے ہاتھ میں حضرت کا فتویٰ جج کو جائیں تو کمشنر دہلی و بمبئی کی چھٹیاں ضرور ہوں۔ شاید یہ باتیں قرون ثلثہ میں تھیں یا تمہارے لیے پروانۂ معافی آگیا ہے کہ جو چاہو کرو تم پر کچھ مواخذہ نہیں یا یہ نکتہ چینیاں انہیں باتوں میں ہیں۔ جنہیں تعظیم و محبت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علاقہ ہو باقی سب حلال و شیر مادر، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی الاکبر۔

شرعی ممانعت کے علاوہ تعظیم کا ہر نیا طریقہ جائز ہے

نکتہ ۱۴ واجب الحفظ، افسوس کیا الٹا زمانہ ہے اور امور تعظیم و ادب میں سلف صالحین سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی داب رہا کہ ورود و عدم ورود خصوصیت پر نظر نہ کی بلکہ تصریحاً قاعدہ کلیہ بنایا۔

کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسناً۔

ترجمہ: جس بات کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے۔ کما صرح بہ الامام المحقق علی الاطلاق فقیہ النفس سیدی کمال الملۃ والدین محمد فی فتح القدیر و تلمیذہ الشیخ رحمہ اللہ السندی فی المنسک المتوسط واقرہ الفاضل القاری فی المسلک المتقسط واثرہ فی العالمگیریہ وغیرھا۔ اور امام ابن حجر کا قول گزرا کہ

ء نکتہ ۱۴، تعظیم محبوبان خدا میں قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر چاہو نئے طریقے نکالو سب حسن ہیں۔ جب تک کسی خاص طریقے کی شرع میں ممانعت نہ ہو۔

Marfat.com

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لیے سلفاً و خلفاً ہر مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کیا اس ایجاد کو علماء نے اس کے مدائح میں شمار کیا نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہرایا یہ بلا انہیں مدعیان دین و ادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے ہیں فلاں نے کب کیں فلاں نے کب کیں حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو فلاں نے کیں نہ فلاں نے کیں مگر یہ بھی طرفہ کہ تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے گھٹانے مٹانے کے لیے ایک حیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور بلطائف الحیل جہاں تک بن پڑے ادب محبت و تعظیم میں کلام کرتے جائیں آخر ان کا امام اکبر تقویۃ الایمان میں تصریح کر چکا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف ایسے کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں سے کمی کرو یہ ایمان ہے یہ دین اور دعویٰ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خیر بات بڑھتی ہے مطلب پر آیئے ہاں تو اگر میں ان امور کا استیعاب کروں جو دربارۂ آداب و تعظیم حادث ہوتے گئے اور اس احداث کو علماء نے موجب کے مدائح سے گنا تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے۔ لہٰذا چند مثالوں پر اقتصار کر رہا ہوں۔

امام مالک علیہ الرحمۃ اور تعظیم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مثال: سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باآنکہ مثل سیدنا عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع سلف وصحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے۔ اس پر ان کے ایمان و محبت کا تقاضا ہوا کہ ادب و حدیث خوانی میں وہ باتیں علماء کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا اور ان کی غایت ادب و محبت پر دلیل قرار پایا۔ امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

قال مطرف کان اذا اتی الناس مالکا خرجت الیھم جاریتہ فتقول لھم یقول لکم الشیخ تریدون الحدیث اوالمسائل فان قالوا المسائل خرج الیھم وان قالوا الحدیث دخل مغتسلہ واغتسل وتطیب ولبس ثیابا جدیدۃ ولبس ساجۃ وتعمم ووضع علی راسہ ردائہ و تلقی لہ منصۃ فیخرج و یجلس علیھا وعلیہ الخشوع یتجز بالعود حتی یفرغ من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال غیرہ ولم یکن یجلس علی تلک المنصۃ الا اذا احدث عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ابن ابی اویس فقیل لمالک فی ذلک فقال احب ان اعظم حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا احدث بہ الا علی طہارۃ متمکناہ

ترجمہ: یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے ایک کنیز آکر پوچھتی شیخ تم سے فرماتے ہیں تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ ومسائل اگر انہوں نے جواب دیا فقہ و مسائل جب تو آپ تشریف لاتے اور اگر کہا کہ حدیث ــــــ تو پہلے غسل فرماتے خوشبو لگاتے نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے ان کے لیے ایک تخت مثل تخت عروس بچھایا جاتا اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خشوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے تھے اگر بتی سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے۔ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا ہوتی حضرت سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کروں اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کرکے خوب سکون ووقار کے ساتھ نہ بیٹھوں۔

Marfat.com

امام مالک اور تعظیم سرزمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مثال ۲: اسی میں ہے کان مالک رضی اللہ عنہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ وکان یقول استحی من اللہ تعالیٰ ان اطا تربۃ فیہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحافر دابۃ

ترجمہ: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے خدائے تعالیٰ سے کہ جس زمین میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اسے جانور کے سُم سے روندوں۔

صحابئ رسول اور تعظیم کمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مثال ۳: اسی میں ہے قد حکی عبد الرحمٰن السلمیٰ عن احمد بن فضلویہ الزاھدی وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال مامسست القوس بیدی الا علیٰ طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہٖ"

ترجمہ: امام عبد الرحمٰن سلمیٰ احمد بن فضلویہ زاہدی غازی تیر انداز سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کمان بے وضو ہاتھ سے نہ چھوئی۔ جب سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمان دستِ اقدس میں لی ہے۔

مجاورین مکہ معظمہ اور تعظیم مکہ معظمہ

مثال ۴: امام ابن حاج مالکی کہ متشددین مانعین سے ہیں اور احداث کی ممانعت میں نہایت تصلب رکھتے ہیں، مدخل میں فرماتے ہیں۔ وتقدمت حکایۃ بعضھم انہ جاور بمکۃ اربعین سنۃ ولم یبل فی مکۃ المکرمۃ ولم یضطجع فمثل ھذا یستحب لہ

Marfat.com

الجاورة او يؤمر بها۔

ترجمہ: بعض صالحین چالیس برس مکہ معظمہ کے مجاور رہے اور کبھی مکہ معظمہ میں پیشاب نہ کیا اور نہ لیٹے ابن حاج کہتے ہیں ایسے شخص کو مجاورت مستحب یا یوں کہئے کہ اسے مجاورت کا حکم دیا جائے گا۔

زائر حرم نبوی اور تعظیم شہر نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مثال ۵: اسی میں ہے۔ وقد جاء بعضھم الی زیارتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یدخل المدینۃ بل زار من خارجھا ادبا منہ رحمہ اللہ تعالیٰ مع نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیل لہ الا تدخل فقال امثلی تدخل بلد سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا اجد نفسی تقدر علی ذالک او کما قال۔

ترجمہ: یعنی بعض صالحین زیارت نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حاضر ہوئے تو شہر میں نہ گئے بلکہ باہر سے زیارت کر لی اور یہ ادب تھا اس مرحوم کا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس پر کسی نے کہا اندر نہیں چلتے کہا کیا مجھ سا داخل ہو سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں۔ میں اپنے میں اتنی قدرت نہیں پاتا ہوں۔

ایک شیخ کامل کا تعظیم مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مثال ۶: اسی میں ہے قال لی سیدی ابو محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لما دخلت مسجد المدینۃ ما جلست فی المسجد الا الجلوس فی الصلوٰۃ او کلاما ھذا معناہ وما زلت واقفا ھناک حتی دخل الرکب۔

یعنی مجھ سے میرے سردار ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جب مسجد

Marfat.com

مدینہ طیبہ میں داخل ہوا جب تک رہا مسجد شریف میں قعدہ نماز کے سوا نہ بیٹھا اور برابر حضور میں کھڑا رہا جب تک قافلہ نے کوچ کیا۔

تعظیم بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

مثال ۷: اس کے متصل انہیں امام سے نقل کرتے ہیں: ولم اخرج الی بقیع ولا غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکان قد خطر لی ان اخرج الی بقیع الغرقد فقلت الی این اذھب ھذا باب اللہ تعالیٰ المفتوح للسائلین والطالبین والمنکسرین والمضطرین والفقراء والمساکین ولیس ثم من یقصد مثلہ فمن عمل علی ھذا ظفر ونجح بالمامول والمطلوب اوکما قال۔

ترجمہ: میں حضوری چھوڑ کر نہ بقیع کو گیا نہ کہیں اور گیا نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زیارت کی اور ایک دفعہ میرے دل میں آیا تھا کہ زیارت بقیع کو جاؤں پھر میں نے کہا کہاں جاؤں گا یہ ہے —— اللہ کا دروازہ کھلا ہوا سائلوں اور مانگنے والوں اور دل شکستوں، بیچاروں اور مسکینوں کے لیے اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کون ہے جس کا قصد کیا جائے. فرماتے ہیں پس جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔

اب فقیر سرکار قادریہ غفر اللہ تعالیٰ لہ بھی اس فتوے کو انہیں مبارک لفظو ختم کرتا ہے کہ جو کوئی اس پر عمل کرے گا ظفر پائے گا اور مراد و مطلب ہاتھ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اپنے رب کریم تبارک وتعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہے کہ یہ فتویٰ نہ صرف قیام ہی میں بیان کافی و برہان شافی ہو بلکہ بحول اللہ تعالیٰ اکثر مسائل نزاعیہ میں قول فیصل پر مشتمل ہدایت ہو جائے۔

Marfat.com

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و
صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وسراج
افقہ سیدنا مولانا محمد و آلہ وصحبہ
اجمعین ط

آمین آمین آمین

کتبہ: عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

محمدی حنفی سنی قادری عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ
علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاما علیک یارسول اللہ

جملہ حقوق محفوظ

کتاب ــــــــ مشعلِ ہدایت
(ماخوذ از اقامۃ القیامۃ)
از افادات ــــــــ امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
بار اشاعت ــــــــ اوّل ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ/
۷ ستمبر ۱۹۹۶ء
صفحات ــــــــ ۳۲
تعداد ــــــــ ایک ہزار
قیمت ــــــــ ۹ روپے
ناشر ــــــــ مسلم کتابوی لاہور
طابع ــــــــ مذوے پریس لاہور

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

مزارات پر گنبد بنانے کے بارے
میں اکابر علمائے اہلسنّت کی
تحقیقات

مزارات پر گنبد

امام المفسرین حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ الوری رحمہ اللہ تعالیٰ
صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ
مفتی اعظم حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

مسلم کتابوی لاہور

Marfat.com

مزارات پر گنبد بنانے کے بارے
میں اکابر علماءِ اہلسنّت کی
تحقیقات

مزارات پر گنبد

امام المفسرین حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ الوری رحمہ اللہ تعالیٰ
صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ
مفتی اعظم حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

مسلم کتابوی لاہور

Marfat.com